صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 01 (Jan-March 2026)

ڈاکٹر عبادت بریلوی کے تحقیقی و تنقیدی نظریات

Dr. Ibadat Barelvi's Research and Critical Views

Dr. Hina Asghar
Visiting Assistant Professor UE, LMCL. hinaasghar32@gmail.com

Dr. Zenat un Nisa
Member board of study Ripha university Sahiwal. alina.khalid17@gmail.com

Dr. Nazir Ahmad
Visiting Lecturer University of Okara. nazirahmad4695@gmail.com

Abstract:
In the contemporary literary landscape, the necessity and significance of literary research and criticism—distinct as they may be in nature—require no introduction. While they appear to be separate disciplines, they are intrinsically and inextricably linked; research constantly requires critical insight and awareness to evaluate the worth of the work being studied, just as criticism relies at every step on the process of research. The aptitude for research provides the keen discernment, mental equilibrium, and logical certainty essential for criticism. Indeed, there is no sphere of modern life untouched by the processes of research and criticism; the act of research begins with human life itself and continues until one's final breath. Recognizing the importance and utility of research and criticism, they are being incorporated as significant topics in education and have been established as formal subjects; consequently, no discipline—whether Urdu or English, economics or psychology, science or any other field—is complete without them. Dr. Ibadat Barelvi is counted among those Urdu critics who can be regarded as foundational figures of literary criticism. While he possessed a multifaceted personality, literary criticism stands out as his most prominent dimension; for him, criticism and research are inextricably linked. This article attempts to shed light on his theories regarding research and criticism—drawing upon his scholarly works in these fields—which hold significance for every reader of literature.
Keywords: *Dr Ibadat Barelvi, Urdu Criticism, Urdu Research, progressive critics, Dr. Ibadat Barelvi's research and critical views*

موجودہ دور کے ادبی منظر نامے میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے ادبی تحقیق و تنقید کی ضرورت و اہمیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ بظاہر تحقیق و تنقید دو الگ الگ شعبے ہیں۔ مگر معنوی اعتبار سے ان کا چولی دامن کا ساتھ ہے یعنی تحقیق میں قدم قدم پر تحقیقی فن پارے کی قدر و قیمت کے تعین کے لیے تنقیدی بصیرت و شعور اور تنقید میں قدم قدم پہ تحقیقی عمل کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ تنقید کے لیے جس دقت نظر، ذہنی توازن اور منطقیانہ تیقن کی ضرورت ہوتی ہے تحقیقی ذوق مہیا کرتا ہے۔ آج کے دور میں زندگی کا کوئی بھی شعبہ ایسا نہیں جس میں تحقیق و تنقید کا عمل دخل نہ ہو تحقیق کا آغاز انسان کی زندگی سے ہی شروع ہو جاتا ہے اور آخری دم تک جاری رہتا ہے۔

تحقیق و تنقید کی اہمیت و افادیت کے پیشِ نظر اسے درس و تدریس میں اہم موضوع کے طور پر شامل کیا جا رہا ہے اور انھیں باقاعدہ مضامین قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا اُردو ہو یا انگریزی، معاشیات ہو یا نفسیات، سائنس ہو یا اقتصادیات یا کوئی بھی اور مضمون تحقیق و تنقید کے بغیر مکمل نہیں۔ ان دونوں شعبوں کے کے باقاعدہ نظریات و اصول ہیں جس کے ذریعے حقائق کی بازیافت اور فن پارے کا مقام و مرتبہ متعین کیا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی (1920ء-1998ء) کا شمار اُردو کے اہم نقادوں میں ہوتا ہے۔ آپ 25 اپریل 1950 اورینٹل سے بطور سینئر لیکچرار منسلک ہوئے۔ ان کی شخصیت ہمہ جہت پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ ان کی حیثیت بطورِ محقق نقاد، خاکہ نگار، مترجم، اور تاثر نگار، سفر نامہ نگار اور سوانح نگار کے مسلم ہے۔ ان حوالوں سے ان کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ تنقید کے حوالے سے ان کا نمایاں کارنامہ اُردو تنقید کا ارتقاہے۔ یہ انکا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ یہ کتاب آج بھی اُردو تنقید میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اس بیان کی نفی اپنی کتاب کے ذریعے کی ہے جس کے مطابق اُردو میں تنقید کا وجود ہی نہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی 14 اگست 1920ء میں کو بریلی، اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام عبادت یار خان تھا۔ 1925ء میں انہوں نے لکھنؤ یونیورسٹی سے ایم اے اور 1946ء میں اسی یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی زندگی کا آغاز 1938ء میں ہوا جب وہ ایف اے کے طالب علم تھے۔ پہلے شعر گوئی کی طرف مائل ہوئے۔ سخن گوئی کا یہ شوق 1938ء سے تقریباً 1945ء تک کے زمانے پر محیط ہے۔ عبادت ہی تخلص کرتے تھے عبادت بریلوی شعر گوئی سے تنقید کی طرف اس طرح مائل ہوئے کہ ان کے استاد سید احتشام حسین جو ان کے پسندیدہ استاد بھی تھے انھیں مضمون نگاری کی طرف مائل کیا اس طرح انھوں نے مختلف رسائل کو مضامین بھیجے جنھیں ادبی حلقوں میں پذیرائی ملی۔ (1) حصول تعلیم کے بعد تدریسی زندگی اختیار کی۔ اینگلو عربک کالج، دہلی میں ملازمت کی۔ آخر مولوی عبدالحق کے مشورے سے تقسیم کے بعد ہجرت کرکے پاکستان آگئے۔ اور اورینٹل کالج لاہور سے ملازمت کا آغاز کیا۔ گیارہ سال یہاں گزارنے کے بعد عبادت بریلوی لندن اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز، لندن یونیورسٹی چلے گئے۔ وہاں انھوں نے بی اے آنرز کے طلبہ کو پڑھایا۔ پی ایچ ڈی کے کام

کی نگرانی بھی کی۔ یہاں علمی و تحقیقی کام کے نئے نئے دروازے ان کے لیے کھلے۔6 سال قیام کے دوران یہاں ڈاکٹر عبادت بریلوی نے بے شمار فارسی و عربی مقالے اور نادر نسخے تلاش کر کے ان کی طباعت کا کام کیا۔

1966ء میں وطن واپسی کے بعد جامعہ پنجاب میں پروفیسر مقرر ہوئے۔1970ء میں اورینٹل کالج کے پرنسپل بنے۔عبادت نے عمر عزیز کے 32سال جامعہ پنجاب اور اورینٹل کالج میں گزارے،14 اگست 1980ء کو ان کی مدتِ ملازمت ختم ہوئی۔ انہوں نے چالیس سالہ ملازمت کے دوران پروفیسر و صدر شعبہ، اورینٹل کالج کے پرنسپل، اسلامک اور اورینٹل لرننگ کے ڈین اور تاریخ ادبیات مسلمانِ پاکستان وہند کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے کام کیا۔ اس دوران 125 کتابیں تحریر کیں۔ سبکدوشی کے بعد مدت ملازمت میں توسیع ہوئی، تو دو سال کے لیے حکومت نے انہیں انقرہ، ترکی بھیج دیا۔ انقرہ یونیورسٹی ترکی اور سکول آف افریقن اورینٹل سٹڈیز لندن میں استاد کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔87برس کی عمر میں 19 نومبر 1998ء میں انتقال ہوا۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی کا شمار اردو کے ان نقادوں میں ہوتا ہے جنھیں ہم تنقید کے بنیاد گزار کہہ سکتے ہیں۔ آپ کثیر الجہات شخصیت ہیں۔ لیکن سب سے نمایاں جہت ادبی تنقید ہے۔ آپ کے ہاں تنقید و تحقیق لازم وملزوم ہیں۔

محقق یا نقاد تحقیق و تنقید کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو کسی نہ کسی دبستان یا تحریک سے وابستہ ہوتا ہے جس کے واضح اثرات اس کی تحاریر میں نظر آتے ہیں ۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی نے جب تنقید کا آغاز کیا تو ان کے سامنے ترقی پسند تحریک کے نظریات تھے۔ ترقی پسند تحریک نے ڈاکٹر عبادت بریلوی کو بھی متاثر کیا اور وہ اس سے وابستہ ہوئے۔ مگر یہ وابستگی آہستہ آہستہ کم ہوتی گئی لہٰذا ان کی تحریریں ترقی پسند نظریات سے نکل کر جمالیاتی، تاثراتی اور سائنٹیفک تنقید کی طرف مائل ہوئی۔

تنقید کے حوالے سے ان کا نمایاں کارنامہ "اُردو تنقید کا ارتقا" ہے۔ یہ انکا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔ یہ کتاب آج بھی اُردو تنقید میں بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں تنقید کیا ہے؟ اس کا منصب، مقاصد، دبستان پس تنقید سے متعلق اہم مبادیات کا احاطہ کیا ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اس بیان کی نفی اپنی کتاب کے ذریعے کی ہے جس کے مطابق اُردو میں تنقید کا وجود ہی نہیں۔ بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی تنقید کا وجود تخلیق سے پہلے ہی وجود میں آجاتا ہے کیونکہ کوئی بھی ادبی کارنامہ تنقیدی شعور سے ہی وجود میں آتا ہے لہٰذا تنقید کسی طرح بھی تخلیق سے الگ نہیں۔ تنقید کے حوالے سے ڈاکٹر عبادت بریلوی کا نظریہ یہ ہے کہ تنقید صرف نکتہ چینی کا نام نہیں۔ کیونکہ تنقید کا پہلا اصول ہی یہ ہے کہ وہ ذاتی بغض وعناد سے پاک ہو۔

اگرچہ ڈاکٹر عبادت بریلوی تنقید کے سماجی و عمرانی نقطہ نظر سے متاثر ہیں۔ لیکن وہ دوسرے ناقدین کی طرح انتہا پسندی یا پروپیگنڈہ کا شکار نہیں۔ وہ سماجی شعور کو جمالیاتی شعور سے مربوط کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی کے اہم تنقیدی سرمائے میں تنقید اور اصولِ تنقید، تنقیدی تجربے، تنقیدی زاویے، ادب اور ادبی قدریں ،روایت کی اہمیت، جدید شاعری، شاعری اور شاعری کی تنقید وغیرہ شامل ہیں ان کتابوں میں تنقید کی ماہیت، دبستان اور تنقید کے اہم مباحث اور آغاز وارتقاپر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کتابوں میں تنقید کے حوالے سے پائے جانے والے بے بنیاد نظریات اور غلط فہمیاں بھی دور کی گئی ہیں اور تنقید کے حوالے سے واضح نقطہ بیان کیا ہے:

"جس ردِ عمل کے نتیجے میں تنقید کا وجود ہوتا ہے اس کی حیثیت ویسی ہی ہوتی ہے جیسے کوئی بہتے ہوئے پانی میں پتھر پھینکے اور اس کی وجہ سے پانی میں یکایک اَن گنت لہریں اور تھوڑی دیر کے لیے ایک ہیجان اور ہنگامہ سا برپا ہو جائے۔ تنقید کا عمل بنیادی طور پر کچھ اسی قسم کا ہوتا ہے۔"(2)

ڈاکٹر عبادت بریلوی کے نزدیک تنقید کی ابتدا احساس و تاثر سے ہوتی ہے۔ وہ تنقید کو انفرادی طور پر نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کے حوالے سے پرکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک تنقید زندگی کی ترجمان ہے۔ زندگی اور تنقید کے باہمی ربط کے حوالے سے عبادت بریلوی لکھتے ہیں:

"تنقید زندگی سے براہِ راست تعلق رکھتی ہے وہ زندگی کو سمجھنے اور اس کے مختلف مظاہر کو جاننے کا ایک ذریعہ ہے۔ زندگی کے ان مظاہر میں فن اور ادب کے شعبے بھی ہیں۔ ادبی تنقید ان کے نشیب و فراز کا سراغ لگاتی ہے۔ ان کا انسانی حدود میں رکھنا اس کے پیشِ نظر ہوتا ہے۔"(3)

وہ ادب اور ادیب کے معاشرے کے ساتھ تعلق کے بھی قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ ادب کا بیج ادیب کے ہاتھوں معاشرے کی زمین ہی میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی زمین میں ادب کی فصل پیدا ہوتی ہے۔(4)

ڈاکٹر عبادت بریلوی فن اور زندگی میں توازن اور ہم آہنگی کے قائل ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے نزدیک تنقید کا اصل کام فن کی ضرورت واہمیت اور اس کا جمالیات سے رابطہ تلاش کرنا ہے۔ تنقید تخلیقی ادب ہی کی ایک شاخ ہے۔ دوسرے علوم کی طرح اس علم میں بھی نقاد اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقیدی جہت شاعری پر تنقید بھی ہے۔ شاعری میں وہ تنقید کی طرح موضوع و مواد کی اسلوب اور طرزِ ادا سے ہم آہنگی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک شاعری کا موضوع و مواد شاعر کی زندگی کے خارجی پہلوؤں کا مطالعہ کرتا ہے یہ مطالعہ اس کے جذبات میں تحرک پیدا کرتا ہے۔ بقول عبادت بریلوی:

"ادب اور شاعری کی باریکیوں کو سمجھنے اور اس کے نکتوں کی تہ تک پہنچنے کے لیے ادب کا مزاج ضروری ہے۔ -----اور یہ مزاج اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب شاعری کا مطالعہ کیا جائے اور اس مطالعے کی بنیاد صحیح اصولوں پر قائم ہو۔ جب شاعری سے والہانہ دلچسپی اور قلبی لگاؤ ہو۔ شاعری کا مطالعہ کرنے کو سب ہی

کرتے ہیں اس سے دلچسپی لینے کو سب ہی لیتے ہیں لیکن اس کے صحیح مطالعے اور اس سے والہانہ دلچسپی کا مطلب تو یہ ہے کہ پڑھنے والا اس پر سر دھن سکتا ہے اس کا تعلق جذبات سے ہے اور ادب کا مطالعہ جذبات کے بغیر بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔ جذبات میں تحریک پیدا کرنا اس کے لیے لازمی ہے۔"(5)

عبادت بریلوی جذبے اور خیال کو شاعری کے لیے لازمی قرار دیتے ہیں۔ اور انھیں تمام لوازمات پر فوقیت دیتے ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی تحقیق و تنقید کو لازم و ملزوم قرار دیتے ہیں۔ عبادت صاحب کے مطابق محقق کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے تنقیدی شعور کے سہارے اس حقیقت کا پتہ لگائے کہ جس پہلو پر وہ تحقیق کرنا چاہتا ہے آیا وہ تحقیق کے قابل ہے بھی یا نہیں؟ یا پھر جب محقق کسی خاص موضوع پر تحقیقی کام کرے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ موضوع کا تنقیدی جائزہ لے کر یہ بھی واضح کرے کہ اس کے موضوع کی ادبی اہمیت کیا ہے۔ اگر محقق تنقیدی شعور سے محروم ہو تو وہ اس جائزے میں اپنی توجہ بعض فروعی باتوں تک محدود رکھتا ہے جس محقق کے پاس تنقید شعور ہوتا ہے وہ اپنے موضوع کو اپنی تہذیب اور تہذیبی روایات کا ایک اہم حصہ ثابت کر کے اس کی ادبی اہمیت کو واضح کرتا ہے۔(6)

ڈاکٹر عبادت بریلوی نے ترقی پسند نظریات کے علاوہ رومانوی تنقید پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ رومانوی دبستان کا تفصیلی جائزہ لیا ہے لکھتے ہیں:

"اس کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ زندگی میں جو کچھ بھی موجود ہے اس کی ترجمانی کی جائے۔ جس چیز کا تعلق بھی انسانی زندگی سے ہو اس کو بے نقاب کیا جائے۔"(7)

رومانوی تنقید کے حوالے سے ڈاکٹر عبادت بریلوی نے جرمنی کے نقاد لیسنگ اور ہرڈر، انگلستان کے ورڈز ورتھ اور کولرج، فرانس کے سینٹ بیو اور ٹین کے نظریات پیش کیے ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی تنقید کا رشتہ دوسرے علوم سے بھی جوڑتے ہیں اور اسے تمام علوم کا مجموعہ قرار دیتے ہیں ان کے مطابق تنقید آج ایک فن بھی ہے اور ایک علم بھی، سائنس بھی ہے اور جمالیات بھی، فلسفہ بھی ہے اور نفسیات بھی، تاریخ بھی ہے اور عمرانیات بھی، علم الاقوام بھی ہے اور معاشیات بھی، تہذیب بھی ہے اور سیاست بھی، یعنی ان تمام علوم سے تنقید نے استفادہ کیا۔(8)

مارکسی تنقید کے حوالے سے بھی ڈاکٹر عبادت بریلوی نے اپنی تنقید میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے اسے جدید تنقید کا سب سے اہم تجربہ قرار دیا ہے۔ اس کی بنیاد اس نظریے پر ہے کہ ادب سماجی زندگی کا ایک شعبہ ہے۔ مارکسی تنقید نے حقیقیت نگاری کو فروغ دیا ہے۔ عبادت بریلوی بھی غیبت پسندی کی بجائے حقیقت نگاری کے قائل ہیں۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی تنقید اور تجربے کو لازم و ملزوم قرار دیتے ہیں۔ان کے مطابق تنقید کی تاریخ میں تنقیدی تجربات کی ابتدا تب ہوئی جب نقادوں نے ادبی تنقید میں تفکر کے عنصر کو شامل کیا۔لکھتے ہیں:

"زندگی کے ہر دور میں تجربے نے تنقید کو اور تنقید نے تجربے کو پیدا کیا ہے۔اس لیے تنقید میں تجربے کی تلاش ایسی کوئی عجیب بات نہیں۔تنقید کا تسلسل تجربے ہی کا مرہون منت ہوتا ہے۔تجربے ہی کے سبب تنقیدی اصولوں میں اس درجہ تفاوت اور تنقیدی معیاروں میں جو اتنا فرق نظر آتا ہے اس کی تہ میں بھی درحقیقت تجربے ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔"(9)

ڈاکٹر عبادت بریلوی تنقید میں اعتدال اور توازن کے قائل ہیں۔انہوں نے تنقید میں اسلامی رجحان کے حوالے سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قیام پاکستان کے بعد ادیب اور نقادوں نے جس پر آشوب قیامت کو دیکھا۔تنقید اور ادب میں ایسی مثالیں کم ہی ملتی ہیں جس میں کسی فرقے سے نفرت ہو۔اس دور میں انسانی اقدار اور مثبت رویوں کو فروغ ملا۔تصوف جسے فرار کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اب تحریک مانا جاتا ہے اور اس کے اصولوں کو مکمل نظام حیات بنا کر پیش کیا جارہا ہے۔آج کا نقاد اسی پس منظر میں رومی، اقبال، درد، غالب جیسے شعراء کی تفہیم کی کوشش کر رہا ہے۔

ادب اور ادبی قدریں بھی ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقید کا اہم موضوع ہے۔ڈاکٹر عبادت بریلوی کے مطابق ادب کی بنیادی قدریں خیر کی قدریں ہیں۔انہیں اقدار پر اس کی عمارت قائم ہے۔یہی وجہ ہے کہ ادب کا تعلق زندگی کے ہر دور میں مذہب سے رہا ہے۔

ڈاکٹر عبادت بریلوی ادب کے ساتھ زمینی رشتوں کے تعلق کو بہت مظبوط سمجھتے ہیں۔ان کے مطابق ادب کا زمین اور اس کے مظاہر و معاملات اور نظریات سے گہرا تعلق ہے۔تخلیق ادب کے لیے ڈاکٹر عبادت بریلوی تاریخی شعور کو نہایت ضروری قرار دیتے ہیں۔اس کا مطلب اب یہ بھی نہیں کہ ادب واقعات کا ریکارڈ بن جائے بلکہ ان واقعات کو سامنے رکھ کر ادب ایسی تاریخی حقیقتوں کی تلاش کرے جن کی نوعیت معاشرتی و تہذیبی ہو۔

کلاسیکی ادب پر تنقید بھی ان کی تنقید کی اہم جہت ہے۔ان کے مطابق کلاسیکی ادب ایسا آفاقی ادب ہوتا ہے جو ہر دور میں مقبولیت کی سند حاصل کرے۔اس میں انسان اور انسانی زندگی کو سمجھنے کی صلاحیت ہو اور وہ انسانی رشتوں کی ترجمانی کرے۔

ادب میں روایت بھی ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقید کا اہم موضوع ہے۔ان کے مطابق ادب میں روایات کی موجودگی ضروری ہے۔ادب مضبوط روایات کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔چنانچہ ہر ادب کی بڑائی کا انحصار بڑی حد تک انہیں روایات کی مضبوطی اور جاندار ہونے پر ہوتا ہے۔ڈاکٹر عبادت بریلوی کے مطابق ادب کو بے راہ روی سے بچانا اور اس میں احتیاط کا شعور پیدا کرنا روایات کا سب سے بڑا مقصد ہے۔

روایات ادب کی پشت پناہی کے ساتھ ساتھ اس کا احتساب بھی کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ روایات ادب اور عوام کے درمیان ربط پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔(10)

ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقید کا اہم پہلو اسالیب تنقید کے بارے میں اپنے تصورات پیش کرنا ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی تنقید میں جمالیاتی رجحان رکھتے ہیں اس لیے اسلوب میں بھی جمالیاتی اقدار پر زور دیا ہے۔ بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی:

> "ہر تنقیدی تحریر کا ایک مخصوص اسلوب ضرور ہوتا ہے۔ کیونکہ تنقید سے پہلے وہ ایک تحریر ہوتی ہے اور تحریر میں اسلوب کا پایا جانا یقینی ہے۔ اس اسلوب میں جمالیاتی اقدار ہوتی ہیں اور یہ جمالیاتی اقدار تنقید کو تخلیق سے ہم آہنگ کرتی ہیں۔ ان جمالیاتی اقدار کے بغیر تنقید میں کیف پیدا نہیں ہوتا۔ وہ بے لذت اور بے مزہ تنقید رہتی ہے۔"(11)

ڈاکٹر عبادت بریلوی نے حالی سے لے کر احتشام حسین تک مختلف تنقیدی اسالیب کا جائزہ لیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "اردو تنقید میں چراغ سے چراغ جلائے گئے ہیں۔ اسالیب سے اسالیب پیدا ہوتے رہے ہیں۔ اسالیب کا پیدا ہونا روایت اور تجربے کا تسلسل ہے اور یہ تسلسل ادب اور ادبی روایت کو زندہ رکھتا ہے۔ چنانچہ یہ صورتحال تو اردو کے اسالیب تنقید کی عظیم روایت کے زندہ رہنے کا ثبوت ہے۔" (12)

یوں مجموعی طور پر ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تنقید کا جائزہ لیا جائے تو اسے ہم کئی جہات میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلی جہت عملی تنقید ہے۔ اس حوالے سے کلاسیکی شاعری پر ان کی تنقید قابل ذکر ہے۔ کلاسیکی تنقید کے ضمن میں انہوں نے شعراء کے خاندانی حالات، قومی اور نسلی خصوصیات، ماحول، تعلیم و تربیت، زمانے کے سماجی، معاشی، مذہبی و فکری حالات، ادب کی فنی و جمالیاتی حیثیت کا جائزہ لیتے ہیں۔ کلاسیکی شاعری پر تنقید کے حوالے سے انہوں نے جن شعراء قدیم پر تنقید کی ہے ان میں ولی، سودا، درد، میر تقی میر، غالب، مومن، داغ جدید شعراء میں انجمن پنجاب سے وابستہ شعراء کے علاوہ حالی، اکبر، اقبال، جوش، چکبست، فیض، مجاز، تاثیر، راشد، فراق، احمد ندیم قاسمی، ناصر کاظمی، جمیل الدین عالی، اور قتیل شفائی وغیرہ شامل ہیں۔

تنقید کے حوالے سے دوسری جہت ناول اور افسانے پر ان کی تنقید ہے۔ افسانوی ادب کے مطالعے کے لیے عمرانی زاویہ نگاہ اختیار کیا ہے۔ ناول کی صنف، تکنیک، ہیئت، رجحانات، مبادیات کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ سرشار، ڈپٹی نذیر احمد، قرۃ العین حیدر وغیرہ کے ناولوں پر تنقید کی اور افسانے کے حوالے سے مختصر افسانے کے فن اور مبادیات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ جن افسانہ نگاروں کو اپنی تنقید کا موضوع بنایا ان میں پریم چند، نیاز فتح پوری، سلطان حیدر جوش، لطیف الدین احمد، ترقی پسند افسانہ نگاروں میں اختر حسین رائے پوری، کرشن چندر، راجندر

سنگھ بیدی، اپندر ناتھ اشک، سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی، احمد ندیم قاسمی، فیاض محمود، دیوندر سنیار تھی، اختر انصاری، اختر اورینوی، محمد حسن عسکری، ستار مفتی شامل ہیں۔ منٹو، ہاجرہ مسرور، خدیجہ مستور، ممتاز مفتی، قرۃ العین حیدر، شفیق الرحمٰن، غلام عباس، انتظار حسین، جیلانی بانو، وغیرہ کے افسانوں کا بھی فکری و فنی جائزہ لیا ہے۔ اقبالیات کے حوالے سے ان کی تنقید اہم ہے۔ اس میں انھوں نے روایت سے ہٹ کر اقبال کی اردو نثر کا محاکمہ کیا ہے۔

تحقیق کے میدان میں بھی ڈاکٹر عبادت بریلوی نے گرانقدر خدمات سر انجام دی ہیں۔ تحقیق کے حوالے سے ان کا اہم کارنامہ قدیم متون کی دریافت ہے۔ جس سے تاریخ ادب کا خلاء پر ہوتا ہے۔ ان متون کی دریافت نا صرف اہمیت رکھتی ہے بلکہ ان پر ڈاکٹر عبادت بریلوی نے مضبوط اور جامع مقدمات بھی درج کیے ہیں۔ ان مقدمات میں مصنفین کے حوالے سے جامع تعارف اور مفید معلومات کے علاوہ ان کے متعلق پائی جانے والی غلط فہمیوں کو بھی رفع کیا ہے۔ بقول ڈاکٹر عبداللہ خان:

"اس سے پہلے کسی نے برٹش میوزیم یا دوسرے اداروں سے ایسے نایاب مخطوطے یا مسودے حاصل کر کے انہیں طباعت کے زیور سے آراستہ کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اگر وہ صرف یہی کام کرتے اور دوسرا ادبی کام نہ بھی کرتے تب بھی ڈی لٹ کی ڈگری کے مستحق تھے۔ لیکن درویش منش ہونے کی وجہ سے انہیں ان دنیاوی خواہشات کی تمنا نہ تھی، نہ انھوں نے کبھی اس کی پرواہ کی۔"(13)

ڈاکٹر عبادت بریلوی کے مرتب کردہ یہ متون تحقیقی حوالے سے نادر سرمایہ ہیں اور قیام لندن کی یادگار ہے۔ اگرچہ ان کی شناخت بطور محقق ویسی نہ ہو سکی جیسی تنقید میں ہے مگر پھر بھی ان کی اس خدمت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی مرتب کردہ تحریریں تدوین متن کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہیں۔ بقول ڈاکٹر روبینہ شائستہ:

"اختلاف متن کو بیشتر جگہ واضح نہیں کیا گیا ورنہ جس زمانے میں عبادت صاحب لندن تشریف لے گئے تھے اور بیشتر قلمی نسخوں کو برٹش میوزیم، انڈیا آفس اور آکسفورڈ اور رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں دریافت کر چکے تھے۔ اگر تدوین متن کا اہتمام کرتے تو کم سہی لیکن نہایت اعلیٰ درجے کا کام کر پاتے۔ جن تالیفات کو عبادت صاحب نے دریافت کیا ان کے بارے میں بیشتر ادبی مورخین لکھ چکے تھے کہ ان کا کوئی نسخہ موجود نہیں یا بازیافت نہیں ہوا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی کوششوں اور چھان بین سے ان مورخین اور تحقیق کے تصور کو غلط ثابت کیا۔ عبادت صاحب نے ان تمام نسخوں پر جو سیر حاصل مقدمات لکھے ان میں تحقیق کا پہلو خاصا نمایاں ہے۔"(14)

عبادت صاحب نے لندن میں برٹش میوزیم اور دیگر لائبریریوں سے تذکروں کے قلمی نسخوں سے استفادہ کرتے ہوئے صحیح اعداد وشمار اور معلومات فراہم کیں۔

عبادت بریلوی کی تحقیقی کتب میں افسانہ عشق، قصہ نل و من، مختصر کہانیاں، دیوان حیدری، گلشن ہند، گلزار دانش، شکنتلا، چار گلشن، ممتاز المثال، مراثی جرأت، نالہ درد، دیوان فارسی، رسالہ کائنات، سیاحت نامہ، مادھونل اور کام کنڈلا، ہفت گلشن، دیوان ولا، گلزار چین ان قدیم متون کے علاوہ کلیات میر، نکات الشعرا، مرقع مخلص، شکوہ فرہنگ، نقلیات ہندی، کلیات مومن، خطبات عبد الحق، مقدمات عبد الحق، Poems of Dr. John GilChrist شامل ہیں۔

مجموعی طور پر ڈاکٹر عبادت بریلوی کی تحقیق کا جائزہ لیا جائے تو انہوں نے مقدمات کو جامع و مربوط انداز میں تحریر کیا ہے۔ جس سے مصنفین سے قاری متعارف ہوتا ہے۔ نئی نئی معلومات سامنے آتی ہیں۔ زبان بھی سادہ، آسان اور سلیس استعمال کی گئی ہے۔ تخلیقی رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ اگرچہ تحقیق کا وہ معیار جو دوسرے محققین اردو سید عبد اللہ، حافظ محمود شیرانی وغیرہ کے ہاں نظر آیا وہ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی اردو تحقیق میں قدیم متون کی دریافت کا سہرا ڈاکٹر عبادت بریلوی کے سر ہے اور اس تحقیقی کام کے ذکر کے بغیر ادبی تحقیق ادھوری ہے۔ ان کے تحقیقی کارناموں سے پاک و ہند کے مسلمانوں کے ادب، تاریخ، تہذیب، ثقافت کے بہت سے در وا ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ہمہ جہت شخصیت نے ہر شعبے میں اپنی شخصیت کو منوایا۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کے تحقیق و تنقید میں طویل کارناموں کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر روبینہ شائستہ،ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،2007ء،ص:370
2. ڈاکٹر عبادت بریلوی، تنقید اور اصول تنقید،لاہور:ادارہ ادب و تنقید،1984ء،ص:12
3. ایضاً،ص:13
4. ڈاکٹر روبینہ شائستہ،ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،2007ء،ص:88
5. ڈاکٹر عبادت بریلوی، تنقید اور اصول تنقید،لاہور:ادارہ ادب و تنقید،1984ء،ص:20
6. ڈاکٹر روبینہ شائستہ،ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،2007ء،ص:82
7. ڈاکٹر عبادت بریلوی، تنقید اور اصول تنقید،لاہور:ادارہ ادب و تنقید،1984ء،ص:43
8. ڈاکٹر روبینہ شائستہ،ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،2007ء،ص:83
9. ڈاکٹر عبادت بریلوی، تنقیدی تجربے، کراچی:اردو دنیا،1959ء،ص:13
10. ڈاکٹر روبینہ شائستہ،ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،2007ء،ص:91
11. ڈاکٹر عبادت بریلوی، تنقیدی تجربے، کراچی:اردو دنیا،1959ء،ص:51
12. ایضاً،ص:98
13. ڈاکٹر روبینہ شائستہ،ڈاکٹر عبادت بریلوی کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،2007ء،ص:249
14. ایضاً،ص:246-245